تعزیہ کی حرمت اور لنگر سرِ بازار لٹانے کے رد میں، اہل شیعہ کی
مجلس مرثیہ کا شرعی حکم

رسالہ

تعزیہ داری

باسم تاریخی:

اعالی الافادہ فی تعزیۃ الہند وبیانِ شہادت

۱۳۲۱ھ

مصنفہ: اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی قدس سرہٗ

ناشر

مکتبہ ضیاء السنۃ

نظام الدین اولیاء دہلی (انڈیا)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ان احسن تعزیۃ لقلوب المسلمین فیما ھجم من البدعات علی اعلام الدین
ان الحمد للہ رب العلمین وافضل الصلاۃ واکمل السلام علی سید الشھداء
بالحق یوم القیام وعلی الہ وصحبہ الغر الکرام امین

سوال اول ۲۲ر صفر ۱۳۰۸ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ تعزیہ داری کا کیا حکم ہے بینوا توجروا۔

الجواب

تعزیہ کی اصل اس قدر تھی کہ روضۂ پرنور حضور شہزادۂ گلگوں قبا حسین شہید ظلم وجفا صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیٰ جدہ الکریم وعلیہ کی صحیح نقل بنا کر بہ نیت تبرک مکان میں رکھنا اس میں شرعاً کوئی حرج نہ تھا کہ تصویر مکانات وغیرہا ہر غیر جاندار کی بنانا رکھنا سب جائز اور ایسی چیزیں کہ معظمان دین کی طرف منسوب ہو کر عظمت پیدا کریں اُن کی تمثال بہ نیت تبرک پاس رکھنا قطعاً جائز جیسے صدہا سال سے طبقۃً فطبقۃً ائمۂ دین وعلمائے معتمدین نعلین شریفین حضور سید الکونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نقشے بناتے اور اُن کے فوائد جلیلہ ومنافع جزیلہ میں مستقل رسالے تصنیف فرماتے ہیں جسے اشتباہ ہو[1] امام علامہ تلمسانی کی فتح المتعال وغیرہ مطالعہ کرے مگر جہال بیخرد نے اس اصل جائز کو بالکل نیست ونابود کر کے صدہا خرافات وہ تراشیں کہ شریعت مطہرہ سے الاماں الاماں کی صدائیں آئیں اوّل تو نفس تعزیہ میں روضۂ مبارک کی نقل ملحوظ نہ رہی ہر جگہ نئی تراش نئی گڑھت جسے اُس نقل سے کچھ علاقہ نہ نسبت پھر کسی میں پریاں کسی میں براق کسی میں اور بیہودہ طمطراق پھر کوچہ بکوچہ و

---

[1] ہمارا رسالہ شفاء الوالہ فی صور الحبیب ومزارہ ونعالہ دیکھیے صلی اللہ تعالیٰ علی الحبیب وآلہ وبارک وسلم ۱۲ منہ۔

دشت بدشت اشاعت غم کے لیے اُن کا گشت اور اُن کے گرد سینہ زنی اور ماتم سازشی کی شور افگنی کوئی اُن تصویروں کو جھک جھک کر سلام کر رہا ہے کوئی مشغول طواف کوئی سجدہ میں گرا ہے کوئی اُن ابدیہ بدعات کو معاذ اللہ معاذ اللہ جلوہ گاہ حضرت امام علی جدہ وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سمجھ کر اس ابرک پنی سے مرادیں مانگتا منتیں مانتا ہے۔ حاجت روا جانتا ہے پھر باقی تماشے باجے تاشے مردوں عورتوں کا راتوں کو میل اور طرح طرح کے بیہودہ کھیل ان سب پر طرہ ہیں۔ غرض عشرہ محرم الحرام کہ اگلی شریعتوں سے اس شریعت پاک تک نہایت بابرکت ومحل عبادت ٹھہرا ہوا تھا ان بیہودہ رسوم نے جاہلانہ اور فاسقانہ میلوں کا زمانہ کر دیا پھر وبال ابتداع کا وہ جوش ہوا کہ خیرات کو بھی بطور خیرات نہ رکھا ریاو تفاخر علانیہ ہوتا ہے پھر وہ بھی یہ نہیں کہ سیدھی طرح محتاجوں کو دیں بلکہ چھتوں پر بیٹھ کر پھینکیں گے روٹیاں زمین پر گر رہی ہیں رزق الٰہی کی بے ادبی ہوتی ہے۔ پیسے ریتے میں گر کر غائب ہوتے ہیں مال کی اضاعت ہو رہی ہے مگر نام تو ہو گیا کہ فلاں صاحب لنگر لٹا رہے ہیں اب بہار عشرہ کے پھول کھلے تاشے باجے بجتے چلے طرح طرح کے کھیلوں کی دھوم بازاری عورتوں کا ہر طرف ہجوم شہوانی میلوں کی پوری رسوم جشن یہ کچھ اور اس کے ساتھ خیال وہ کچھ کہ گویا یہ ساختہ تصویریں بعینہا حضرت شہداء رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کے جنازے ہیں۔ کچھ نوچ اتار باقی توڑ تاڑ دفن کر دیئے۔ یہ ہر سال اضاعت مال کے جرم ووبال جداگانہ رہے۔ اللہ تعالیٰ صدقہ حضرات شہدائے کربلا علیہم الرضوان والثنا کا ہمارے بھائیوں کو نیکیوں کی توفیق بخشے اور بری باتوں سے توبہ عطا فرمائے آمین۔

اب کہ تعزیہ داری اس طریقۂ نامرضیہ کا نام ہے قطعاً بدعت وناجائز وحرام ہے ہاں اگر اہل اسلام جائز طور پر حضرات شہدائے کرام علیہم الرضوان کی ارواح طیبہ کو ایصال ثواب کی سعادت پر اقتصار کرتے تو کس قدر خوب ومحبوب تھا اور اگر نظر شوق ومحبت میں نقل روضۂ انور کی حاجت تھی تو اسی قدر جائز پر قناعت کرتے کہ صحیح نقل بغرض

تبرک و زیارت اپنے مکانوں میں رکھتے اور اشاعت غم و تصنع الم و نوحہ زنی و ماتم کنی و دیگر امور شنیعہ و بدعات قطعیہ سے بچتے اس قدر میں بھی کوئی حرج نہ تھا مگر اب اس نقل میں بھی اہل بدعت سے ایک مشابہت اور تعزیہ داری کی تہمت کا خدشہ اور آئندہ اپنی اولاد یا اہل اعتقاد کے لیے ابتلاء بدعات کا اندیشہ ہے اور حدیث میں آیا ہے اتقوا مواضع التہم اور وارد ہوا من کان یؤمن باللہ والیوم الآخر فلا یقفن مواقف التہم لہٰذا روضۂ اقدس حضور سید الشہداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایسی تصویر بھی نہ بنائے بلکہ صرف کاغذ کے صحیح نقشے پر قناعت کرے اور اسے بقصد تبرک بے آمیزش منہیات اپنے پاس رکھے جس طرح حرمین محترمین سے کعبہ معظمہ اور روضۂ عالیہ کے نقشے آتے ہیں یا دلائل الخیرات شریف میں قبور پرنور کے نقشے لکھے ہیں والسلام علی من اتبع الہدیٰ واللہ سبحٰنہ وتعالیٰ اعلم۔

سوال دوم

از امروہہ مرسلہ مولوی سید محمد شاہ صاحب میلاد خواں ۲۲ شعبان ۱۳۱۱ھ

کیا ارشاد ہے علمائے دین کا اس مسئلہ میں کہ مجالس میلاد شریف میں شہادت نامہ کا پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب

شہادت نامے نثر یا نظم جو آج کل عوام میں رائج ہیں اکثر روایات باطلہ و بے سروپا سے مملو اور اکاذیب موضوعہ پر مشتمل ہیں ایسے بیان کا پڑھنا سننا وہ شہادت ہو خواہ کچھ اور مجلس میلاد مبارک میں ہو خواہ کہیں اور مطلقاً حرام و ناجائز ہے خصوصاً جبکہ وہ بیان ایسی خرافات کو متضمن ہو جن سے عوام کے عقائد میں تزلزل واقع ہو کہ پھر تو اور بھی زیادہ زہر قاتل ہے۔ ایسے ہی وجوہ پر نظر فرما کر امام حجۃ الاسلام محمد محمد محمد غزالی قدس سرہ العالی

وغیرہ آئمہ کرام نے حکم فرمایا کہ شہادت نامہ پڑھنا حرام ہے۔ علامہ ابن حجر مکی قدس سرہ الملکی صواعق محرقہ میں فرماتے ہیں قال الغزالی وغیرہ یحرم علی الواعظ وغیرہ روایۃ مقتل الحسن والحسین وحکایتہ الخ پھر فرمایا ذکر من حرمۃ روایۃ قتل الحسین وما بعدہ لاینا فی ما ذکرتہ فی ھذا الکتاب لان ھذا البیان الحق الذی یجب اعتقادہ من جلالۃ الصحابۃ وبراءتھم من کل نقص بخلاف مایفعلہ الوعاظ والجھلۃ فانھم یاتون بالاخبار الکاذبۃ والموضوعۃ ونحوھا ولایبینون المحامل والحق الذی یجب اعتقادہ الخ یونہیں جبکہ اس سے مقصود غم پروری وتصنع وتحزن ہو تو یہ نیت بھی شرعاً نامحمود شرع مطہر نے غم میں صبر وتسلیم اور غم موجود کو حتی المقدور دل سے دور کرنے کا حکم دیا ہے نہ کہ غم معدوم بتکلف وزور لانا نہ کہ بتصنع وزور بنانا نہ کہ اُسے باعث قربت وثواب ٹھہرانا یہ سب بدعات شنیعہ روافض ہیں جن سے سُنی کو احتراز لازم حاشا للہ اس میں کوئی خوبی ہوتی تو حضور پُرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفات اقدس کی غم پروری سب سے زیادہ اہم وضروری ہوتی دیکھو حضور اقدس صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ وعلی آلہ کا ماہ ولادت وماہ وفات وہی ماہ مبارک ربیع الاول شریف ہے پھر علمائے اُمت وحامیان سُنت نے اُسے ماتم وفات نہ ٹھہرایا بلکہ موسم شادی ولادت اقدس بنایا امام ممدوح کتاب موصوف میں فرماتے ہیں۔ ایاہ ثم ایاہ ان یشغلہ (ای یوم عاشوراء) ببدع الرافضۃ ونحوھم من الندب والنیاحۃ والحزن اذ لیس ذلک من اخلاق المومنین والا لکان یوم وفاتہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اولی بذلک واحری الخ۔ عوام مجلس خواں اگرچہ بالفرض صرف روایات صحیحہ بروجہ صحیح پڑھیں بھی تاہم جو ان کے حال سے آگاہ ہے خوب جانتا ہے کہ ذکر شہادت شریف پڑھنے سے اُن کا مطلب یہی بہ تصنع رونا بہ تکلف رُلانا اور اس رونے رُلانے

سے رنگ جاتا ہے اس کی شناعت میں کیا شبہہ ہے ہاں اگر خاص بہ نیت ذکر شریف حضرات اہلبیت طہارت صلی اللہ تعالیٰ علی سیدہم وعلیہم وبارک وسلم اُن کے فضائل جلیلہ ومناقب جمیلہ روایات صحیحہ سے بروجہ صحیح بیان کرتے اور اُس کے ضمن میں اُن کے فضل جلیل صبر جمیل کے اظہار کو ذکر شہادت بھی آجاتا اور غم پروری وماتم انگیزی کے انداز سے کامل احتراز ہوتا تو اُس میں حرج نہ تھا مگر ہیہات اُن کے اطوار اُن کی عادات اس نیت خیر سے یکسر جدا ہیں ذکر فضائل شریف مقصود ہوتا تو کیا اُن محبوبانِ خدا کی فضیلت صرف یہی شہادت تھی بے شمار مناقب عظیم۔ اللہ عز وجل نے اُنھیں عطا فرمائے اُنھیں چھوڑ کر اسی کو اختیار کرنا اور اُس میں طرح طرح سے بالفاظ رقت خیز ونوحہ نما ومعانی حزن انگیز وغم افزا بیان کو دستیں دینا اُنھیں مقاصد فاسدہ کی خبریں دے رہا ہے غرض عوام کے لیے اُس میں کوئی وجہ سالم نظر آنا سخت دشوار ہے پھر مجلس ملائکہ مانس میلاد اقدس تو عظیم شادی وخوشی وعید۔ اکبر کی مجلس ہیں اذکار غم وماتم اُس کے مناسب نہیں فقیر اُس میں ذکر وفات والا بھی جیسا کہ بعض عوام میں رائج ہے پسند نہیں کرتا حالانکہ حضور کی حیات بھی ہمارے لیے خیر اور حضور کی وفات بھی ہمارے لیے خیر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس تحریر کے بعد علامہ محدث سیدی محمد طاہر فتنی قدس سرہ الشریف کی تصریح نظر فقیر سے گزری اُنھوں نے بھی اس زمانے فقیر کی موافقت فرمائی والحمد للہ رب العلمین آخر کتاب مستطاب مجمع بحار الانوار میں فرماتے ہیں شهر السرور والبهجة مظهر منبع الانوار والرحمة شهر ربيع الاول فانه شهر امرنا باظهار الحبور فيه كل عام فلا نكدره باسم الوفاة فانه يشبه تجديد المأتم وقد نصوا على كراهته كل عام فى سيدنا الحسين مع انه ليس له اصل فى امهات البلاد الاسلامية وقد تحاشوا عن اسمه فى اعراس الاولياء فكيف به فى سيد الاصفياء صلى الله عليه وسلم یعنی ماہ مبارک ربیع الاول

خوشی وشادمانی کا مہینہ ہے اور سرچشمہ انوار رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا زمانہ ظہور ہے ہمیں حکم ہے کہ ہر سال اُس میں خوشی ظاہر کریں تو ہم اُسے وفات کے نام سے مکدر نہ کریں گے کہ یہ تجدید ماتم کے مشابہ ہے اور بیشک علما نے تصریح کی کہ ہر سال جو سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ماتم کیا جاتا ہے شرعاً مکروہ ہے اور خاص اسلامی شہروں میں اس کی کچھ بنیاد نہیں اولیائے کرام کے عرسوں میں نام ماتم سے احتراز کرتے ہیں تو حضور پُرنور سید الاصفیا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے معاملہ میں اُسے کیونکر پسند کرسکتے ہیں۔ فالحمد للہ علی ما الھم واللہ سبحٰنہ وتعالٰے اعلم۔

سوال سوم

از ریاست رامپور محلہ میانگاناں مرسلہ مولوی محمد یحییٰ صاحب محرم ۱۳۲۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ شہادت نامہ پڑھنا کیسا ہے اور اُس میں اور تعزیہ داری میں فرق احکام کیا ہے بینوا توجروا۔

الجواب

ذکر شہادت شریف جبکہ روایات موضوعہ وکلمات ممنوعہ ونیت نامشروعہ سے خالی ہو عین سعادت ہے عند ذکر الصالحین تنزل الرحمۃ اُس کی تفصیل جمیل فتاوے فقیر میں ہے اور اُس میں اور تعزیہ داری میں فرق احکام ایک مقدمہ کی تمہید چاہتا ہے۔ فاقول وباللہ التوفیق شے کے لیے ایک حقیقت ہوتی ہے اور کچھ امور زوائد کہ لوازم یا عوارض ہوتے ہیں احکام شرعیہ شے پر بحسب وجود ہوتے ہیں مجرد اعتبار عقلی ناصالح وجود مطلع احکام شرع نہیں ہوتا کہ فقہ افعال مکلفین سے باحث ہے جو فعلیت میں آ نہیں سکتا۔ موضوع سے خارج ہے تغائر اعتبار سے تغائر احکام وہیں ہو سکتا ہے جہاں وہ اعتبارات واقعیہ مفارقہ متنافیہ ہوں کہ شے کبھی ایک کے ساتھ پائی جائے کبھی دوسرے

کے تو ہر دو انحائے وجود کے اعتبار سے مختلف حکم دیا جا سکتا ہے اور ایسی جگہ مقصود ہے کہ نفس شئے کا حکم اُن بعض احکام شئے مع لبعض الاعتبار سے جُدا ہو مگر زوائد کہ لوازم الوجود ہوں اُن کے حکم سے جُدا کوئی حکم حقیقت کے لیے نہ ہوگا کہ لازم سے انفکاک محال ہے جب لوازم میں یہ حال ہے تو ارکان حقیقت کہ سنخ ماہیت میں داخل ہوں اُن سے قطع نظر نا ممکن پھر ماہیت عرفیہ میں رُکنیت تابع عرف ہے اور بعض اجزا ہو سے سنخ ماہیت تغیر اعتبار شئے نہیں بلکہ تغیر ماہیت عرفیہ ہے مثلاً نماز عرف شرع میں مجموع ارکان مخصوصہ بہیأت معلومہ کا نام ہے اب اگر کوئی ان ارکان سے جُدا بلکہ تبدیل ہیأت ہی کے ساتھ ایک صورت کا نام نماز رکھے جو قعود سے شروع اور قیام پر ختم ہو اور اُس میں رکوع پر سجود مقدم تو یہ حقیقت نماز ہی کی تبدیل ہوگی نہ کہ حقیقت حاصل اور اعتبار متبدل جب یہ مقدمہ ممہد ہو لیا فرق احکام ظاہر ہو گیا شہادت نامہ پڑھنے کی حقیقت عرفیہ صرف اس قدر کہ ذکر شہادت شریف حضرات ریحانین رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسلمانوں کے آگے پڑھا جائے معاذ اللہ روایات کا موضوع و باطل یا ذکر کا تنقیص شان صحابہ پر مشتمل ہونا ہرگز نہ داخل حقیقت ہے نہ لازم وجود ولہٰذا جو لوگ روایات صحیحہ معتبرہ و نظیفہ مطہرہ مثل سر الشہادتین وغیرہ پڑھتے ہیں اُسے بھی قطعاً "شہادت ہی پڑھنا اور مجلس کو مجلس شہادت ہی کہتے ہیں تو معلوم ہوا کہ وہ امور نامشروعہ کہ عارض ہو گئے ہنوز عوارض ہی سمجھے جاتے ہیں اور عوارض قبیحہ سے نفس شئے مباح یا حسن قبیح نہیں ہو جاتی بلکہ وہ اپنی حد ذات میں اپنے حکم اصلی پر رہتی اور نہی عوارض قبیحہ کی طرف متوجہ ہوتی ہے جیسے ریشمین کپڑے پہن کر نماز پڑھنا کہ نفس ذات نماز کو معاذ اللہ قبیح نہ کہیں گے بلکہ ان عوارض و زوائد کو تو شہادت ناموں میں ان عوارض کا لحوق لعینہٖ ایسا ہے جیسے آج کل بعض جہال ہندوستان نے مجلس میلاد مبارک میں روایات موضوعہ و قصص بے سروپا بلکہ کلمات توہین ملائکہ و انبیاء علیہم الصلاۃ والثناء پڑھنا اختیار کیا ہے اس سے حقیقت

مبتدل نہ ہوئی نہ عوارض نے دائرہ معروض سے آگے قدم رکھا جو مجالس طیبہ طاہرہ ہوتی ہیں
انھیں بھی قطعاً مجالس میلاد مبارک ہی کہا جاتا ہے اور ہرگز کسی کو یہ گمان نہیں ہوتا کہ یہ کوئی
دوسری شے ہے جو اُن مجالس سے حقیقت جداگانہ رکھتی ہے۔ بخلاف تعزیہ داری کہ اس
کا آغاز اگرچہ یوہیں سُنا گیا ہے کہ سلطان تیمور نے از انجا کہ ہر سال حاضری روضۂ مقدسۂ
حضور سید الشہداء شہزادۂ گلگوں قبا علی جدہ الکریم وعلیہ الصلاۃ والثنا کو محل امور سلطنت
دیکھا بنظر شوق و تبرک تمثال روضۂ مبارک بنوائی اور اس قدر میں کوئی حرج شرعی نہ تھا مگر
یہ امر حقیقت متعارفہ سے وجوداً و عدماً بالکل بے علاقہ ہے اگر کوئی شخص روضۂ انور مدینہ
منورہ و کعبہ معظمہ کے نقشوں کی طرح کاغذ پر تمثال روضۂ حضرت سید الشہداء آئینے میں لگا
کر رکھے ہرگز نہ اُسے تعزیہ کہیں گے نہ اُس شخص کو تعزیہ دار حالانکہ اُتنا امر قطعاً موجود ہے
اور یہ ہر سال نئی نئی تراش و خراش کی کھپچی پنیاں کسی میں بُراق کسی میں بہیاں جو گلی کوچے
گشت کرائی جاتی ہیں ہرگز تمثال روضۂ مبارک حضرت سید الشہداء نہیں کہ تمثال ہوتی تو ایک
طرح کی نہ کہ صدہا مختلف اُنھیں ضرور تعزیہ اور اُن کے مرتکب کو تعزیہ دار کہا جاتا ہے تو بداہتہً
ظاہر کہ حقیقت تعزیہ داری انھیں امور نامشروعہ کا نام ٹھہرا ہے نہ کہ نفس حقیقت عرفیہ وہی
امر جائز ہو اور یہ نامشروعات امور زوائد و عوارض مفارقہ سمجھے جاتے ہوں۔ لہٰذا فقیر نے
اپنے فتاوے میں قدر مباح کو ذکر کر کے کہا کہ جہال بیخرد نے اس اصل جائز کو بالکل نیست و
نابود کر کے الخ۔ اور آخر میں کہا اب کہ تعزیہ داری اس طریقۂ نامرضیہ کا نام ہے قطعاً بدعت و
ناجائز و حرام ہے یہ اُسی فرق جلیل و نفیس کی طرف اشارہ تھا جو اس مقدمہ ممہدہ میں گزرا
بالجملہ شہادت نامے کی حقیقت ہنوز وہی امر مباح و محمود ہے اور شنائع زوائد و عوارض
اگر اُن سے خالی اور نسبت نامحمود سے پاک ہو ضرور مباح ہے اور تعزیہ داری کی حقیقت
ہی یہ امور ناجائزہ ہیں اُس قدر جائز سے جسے کوئی تعلق نہ رہا نہ اُس کے وجود سے موجود
ہوتی ہے نہ اُس کے عدم سے معدوم تو یہ فی نفسہ ناجائز و حرام ہے اُس کی نظیر امم سابقہ

میں آغاز اصنام ہے ود وسواع و یغوث ویعوق ونسر صالحین تھی اُن کے انتقال پر اُن کی یاد کے لیے اُن کی صورتیں تراشیں بعد مرور زماں پچھلی نسلوں نے انھیں کو معبود سمجھ لیا تو کوئی نہیں کہہ سکتا کہ ان بتوں کی حالت اپنی انھیں ابتدائی حقیقت پر باقی تھی یہ شنائع زوائد عوارض خارجہ تھے و لہٰذا شرائع الٰہیہ مطلقاً اُن کے رد و انکار پر نازل ہوئیں بخاری وغیرہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی کانوا اسماء رجال صالحین من قوم نوح فلما ھلکوا اوحی الشیطان الی قومھم ان انصبوا الی مجالسھم التی کانوا یجلسون انصابا وسموھا باسمائھم ففعلوا فلم تعبد حتی اذا ھلک اولٰئک ونسخ العلم عبدت فاکہی عبید اللہ بن عبید بن عمیر سے راوی قال اول ما حدثت الاصنام علی عھد نوح وکانت الابناء تبر الآباء فمات رجل منھم فجزع علیہ ابنہ فجعل لا یصبر عنہ فاتخذ مثالا علی صورتہ فکلما اشتاق الیہ نظرہ ثم مات ففعل بہ کما فعل ثم تتابعوا علی ذلک فمات الآباء فقال الابناء ما اتخذ ھذہ اباؤنا الا انھا کانت آلھتھم فعبدوھا یہ فرق نفیس خوب یاد رکھنے کا ہے کہ اسی سے غفلت کرکے وہابیہ اصل حقیقت پر حکم عوارض لگاتے اور تعزیہ دار تبدیل حقیقت کو اختلاف عوارض ٹھہراتے اور دونوں سخت خطائے فاحش میں پڑ جاتے ہیں وباللہ العصمۃ واللہ سبحٰنہ وتعالیٰ اعلم۔

سوال چہارم

مسئلہ از دھام پور ضلع بجنور مرسلہ حافظ سید بنیاد علی صاحب ۸ محرم الحرام ۱۳۱۳ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ یوم عشرہ میں سبیل لگانا اور کھانا کھلانے اور لنگر لٹانے کے بارے میں دیوبند کے علما ممانعت کرتے ہیں و نیز کتب شہادت کو بھی جو امر صحیح ہو عند الشرع ارقام فرمایئے اور مجلس محرم میں ذکر شہادت اور مرثیہ سُننا کیسا ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب

پانی یا شربت کی سبیل لگانا جبکہ بہ نیت محمود اور خالصاً لوجہ اللہ ثواب رسانی ارواح طیبۂ آئمۂ اطہار مقصود ہو بلا شبہہ بہتر و مستحب و کار ثواب ہے حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اذا کثرت ذنوبك فاسق الماء تتناثر الذنوب کما یتناثر الورق من الشجر فی الریح العاصف جب تیرے گناہ زیادہ ہو جائیں تو پانی پر پانی پلا گناہ جھڑ جائیں گے جیسے سخت آندھی میں پیڑ کے پتے رواہ الخطیب عن انس بن مالك رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی طرح کھانا کھلانا لنگر بانٹنا بھی مندوب و باعث اجر ہے حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ان اللہ عزوجل یباھی ملئکتہ بالذین یطعمون الطعام من عبیدہ اللہ تعالیٰ اپنے اُن بندوں سے جو لوگوں کو کھانا کھلاتے ہیں فرشتوں کے ساتھ مباہات فرماتا ہے کہ دیکھو یہ کیسا اچھا کام کر رہے ہیں رواہ ابوالشیخ فی الثواب عن الحسن مرسلاً مگر لنگر لٹانا جسے کہتے ہیں کہ لوگ چھتوں پر بیٹھ کر روٹیاں پھینکتے ہیں کچھ ہاتھوں میں جاتی ہیں کچھ زمین پر گرتی ہیں کچھ پاؤں کے نیچے ہیں یہ منع ہے کہ اس میں رزق الٰہی کی بے تعظیمی ہے بہت علما نے تو روپوں پیسوں کا لٹانا جس طرح دُلھن دولھا کی نچھاور میں معمول ہے منع فرمایا کہ روپے پیسے کو اللہ عزوجل نے خلق کی حاجت روائی کے لیے بنایا ہے تو اُسے پھینکنا نہ چاہیے روٹی کا پھینکنا تو سخت بیہودہ ہے بزازیہ کتاب الکراھیۃ النوع الرابع فی الھدیۃ والمیراث میں ہے ھل یباح نثر الدراھم قیل لا وقیل۔ لاباس بہ وعلی ھذا الدنانیر والفلوس وقد یستدل من کرہ بقولہ صلی اللہ علیہ وسلم الدراھم والدنانیر خاتمان من خواتم اللہ تعالیٰ فمن ذھب بخاتم من خواتم اللہ تعالیٰ قضیت حاجتہ کتب شہادت جو آج کل رائج ہیں اکثر حکایات موضوعہ و روایات باطلہ پر مشتمل ہیں یوہیں مرثیے ایسی چیزوں کا پڑھنا سُننا سب گناہ و حرام ہے حدیث میں ہے نھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم عن المراثی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مرثیوں سے منع فرمایا رواہ ابو داؤد
والحاکم عن عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایسے ہی ذکر شہادت کو امام
حجۃ الاسلام وغیرہ علمائے کرام منع فرماتے ہیں کما ذکرہ امام ابن حجر المکی فی الصواعق
المحرقۃ ہاں اگر صحیح روایات بیان کی جائیں اور کوئی کلمہ کسی نبی یا ملک یا اہلبیت یا صحابی کی
توہین شان کا مبالغہ مدح وغیرہ میں مذکور نہ ہو نہ وہاں بین یا نوحہ یا سینہ کوبی یا گریبان دری یا
ماتم یا تصنع یا تجدید غم وغیرہ ممنوعات شرعیہ نہ ہوں تو ذکر شریف فضائل و مناقب حضرت سیدنا
امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بلا شبہہ موجب ثواب و نزول رحمت ہے عند ذکر الصالحین
تنزل الرحمۃ ولہٰذا امام ابن حجر مکی بعد بیان مذکور کے فرماتے ہیں ماذکر من حرمۃ روایۃ
قتل الحسین وما بعدہ لا ینافی ما ذکرتہ فی ھذا الکتاب لان ھذا البیان الحق الذی
یجب اعتقادہ من جلالۃ الصحابۃ وبراءتھم من کل نقص بخلاف ما یفعلہ الوعاظ
والجھلۃ فانھم یأتون بالاخبار الکاذبۃ الموضوعۃ ونحوھا ولا یبینون المحامل
والحق الذی یجب اعتقادہ واللہ سبحٰنہ وتعالیٰ اعلم۔

سوال پنجم

از مفتی گنج ضلع پٹنہ ڈاکخانہ ایکنگر سرائے مرسلہ محمد نواب صاحب قادری و دیگر سکان مفتی گنج ۲۷ رمضان شریف سنہ ۱۳۱۸ھ

یہاں عشرہ محرم میں مجلس مرثیہ خوانی کی ہوتی ہے۔ اور مرثیے صوفیہ کرام کے پڑھے جاتے ہیں
اور سینہ کوبی و بین نہیں ہوتا اور میر مجلس سُنّی المذہب ہے ایسی مجلس میں شرکت یا اُس میں مرثیہ خوانی
کا کیا حکم ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب

جو مجلس ذکر شریف حضرت سیدنا امام حسین و اہلبیت کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ہو جس
میں روایات صحیحہ معتبرہ سے اُن کے فضائل و مناقب و مدارج بیان کیے جائیں اور ماتم و تجدید

غم وغیرہ امور مخالفۂ شرع سے یکسر پاک ہونی نفسہ حسن ومحمود ہے۔ خواہ اُس میں نثر پڑھیں یا نظم اگرچہ وہ نظم بوجہ ایک مسدس ہونے کے جس میں ذکر حضرت سید الشہدا ہے عرف حال میں بنام مرثیہ موسوم ہو کہ اب یہ وہ مرثیہ نہیں جس کی نسبت ہے نہی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عن المراثی واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم۔

سوال ششم از نواب گنج ۲۰ محرم ۱۳۲۱ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین ان صورتوں میں۔

(۱) ایک شخص کہتا ہے کہ میں تعزیہ کا چڑھا ہوا نہیں کھاتا ہوں حضرت امام حسین کی نیاز کا کھاتا ہوں (۲) ایک شخص کہتا ہے تعزیہ پر کیا منحصر ہے چڑھوتا کوئی ہو میں نہیں کھاتا ہوں نیاز کھاتا ہوں (۳) ایک شخص کہتا ہے کہ عشرہ محرم الحرام میں جو کچھ کھانے پینے وغیرہ میں ہوتا ہے دش روز تک تعزیہ کا چڑھا ہوتا ہے (۴) ایک شخص کہتا ہے تعزیہ بُت ہے بہ سبب لگانے صورت کے (۵) ایک شخص کہتا ہے کہ یہ صورت وہ ہے جو بُراق اور حور جنت میں ہیں (۶) ایک شخص کہتا ہے کہ تعزیہ اور مسجد میں کچھ فرق نہیں بلکہ کہتا ہے کہ مسجد میں کیا ہے وہ اینٹ گارا ہی تو ہے جو وہاں سجدہ کرتے ہو اور تعزیہ میں ابرق کاغذ وغیرہ ہیں (۷) ایک شخص نے کہا کہ بھائی یہ باتیں شرع کی ہیں لکھ کر شرع کے سپرد کرد آپس میں جھگڑا مت کرد۔ (۸) ایک شخص کہتا ہے کہ تم شرع نہیں سمجھتے (۹) ایک شخص نے کہا کہ جس حالت میں تم شرع کو نہیں سمجھتے ہو تو میں تعزیہ کے چڑھونے کو حرام سمجھتا ہوں۔

الجواب

(۱) پہلا شخص اچھی بات کہتا ہے واقعی حضرت امام کے نام کی نیاز کھانی چاہیے اور تعزیہ کا چڑھا ہوا کھانا نہ چاہیے اگر اُس کے قول کا یہ مطلب ہے کہ وہ تعزیہ کا چڑھا ہوا اس نیت سے نہیں کھاتا کہ وہ تعزیہ کا چڑھا ہوا ہے بلکہ اس نیت سے کھاتا ہے کہ وہ امام کی نیاز ہے تو یہ

قول غلط اور بیہودہ ہے۔ تعزیہ پر چڑھانے سے حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نیاز نہیں ہو جاتی اور اگر نیاز دے کر چڑھائیں یا چڑھا کر نیاز دلائیں تو اُس کے کھانے سے احتراز چاہیے اور وہ نیت کا تفرقہ اُس کے مفسدہ کو دفع نہ کرے گا مفسدہ اُس میں یہ ہے کہ اُس کے کھانے سے جاہلوں کی نظر میں ایک امر ناجائز کی وقعت بڑھانی یا کم از کم اپنے آپکو اُسکے اعتقاد سے متہم کرنا ہے اور دونوں باتیں شنیع و مذموم ہیں للہذا اُس کے کھانے پینے سے احتراز چاہیے واللہ تعالیٰ اعلم۔ (۲) دوسرے شخص کی بات میں ذرا زیادتی ہے اولیاء کرام کے مزارات پر جو شیرینی کھانا لوگ بہ نیت تصدق لے جاتے ہیں اُسے بھی بعض لوگ چڑھونا کہتے ہیں اُس کے کھانے میں فقیر کو اصلاً حرج نہیں (۳) تیسرے شخص نے نیاز اور تعزیہ کے چڑھاوے میں فرق نہ کیا یہ غلط ہے چڑھونا وہی ہے جو تعزیہ پر یا اُسکے پاس لیجا کر سب کے سامنے نذر تعزیہ کی نیت سے رکھا جائے باقی سب کھانے شربت وغیرہ کہ عشرۂ محرم میں بہ نیت ایصالِ ثواب ہوں وہ چڑھاوا نہیں ہو سکتے (۴) مجسم تصویر کو بُت کہتے ہیں اس معنی پر وہ تصویریں کہ تعزیہ میں لگائی جاتی ہیں اور مجازاً کل کو بھی کہہ سکتے ہیں اور اگر بُت سے مراد معبود مطلق ہو تو یہ سخت زیادتی ہے انصاف یہ کوئی جاہل سا جاہل بھی تعزیہ کو معبود نہیں جانتا (۵) اس شخص کا یہ محض افترا ہے کہاں حور و براق اور کہاں یہ کاغذ پنی کی مورتیں جس سے کہیں زیادہ خوبصورت کنگروں کے یہاں روز بنتی ہیں اور اگر ہو بھی تو حور و براق کی تصویریں بنانی کب حلال ہیں (۶) یہ شخص صریح گمراہ و بدعقل و بدزبان ہے مسجد کو کوئی سجدہ نہیں کرتا نہ اُسکی حقیقت اینٹ گارا ہے بلکہ وہ زمین کہ نماز و عبادت الٰہی بجا لانے کے لیئے تمام حقوق عباد سے جدا کر کے اللہ عزوجل کے حکم سے اُس کی طرف تقریب کے واسطے خاص ملک الٰہی پر چھوڑی گئی اب وہ شعائر اللہ سے ہو گئی اور شعائر اللہ کی تعظیم حکم قال اللہ تعالیٰ ومن یعظم شعائر اللہ فانها من تقوی القلوب اس مجموعۂ بدعات کو اُس سے کیا نسبت مگر جہل مرکب سخت مرض ہے والعیاذ باللہ (۷) اس شخص نے اچھا کیا

مسلمانوں کو یہی حکم ہے کہ جو بات نہ جانے خود اُس پر کوئی حکم نہ لگائے بلکہ اہلِ شرع سے دریافت کرے قال اللہ تعالیٰ فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون (۸) اس کے قول کا اگر یہی مطلب ہے کہ تم لوگ بے علم ہو آپس میں بحث نہ کرو نہ اہلِ شرع سے پوچھو تو اچھا کیا اور اگر یہ مراد ہے کہ تعزیہ شرعاً اچھی چیز ہے تم شرع نہیں سمجھتے تو یہ بہت برا کہا اور شرع پر افترا کیا اور اگر یہ مقصود ہو کہ شرع سے تو مذمت صاف ظاہر ہے مگر تم لوگ نہیں سمجھتے تو یہ بھی اچھا کیا (۹) اس کا قول حد سے گزرا ہوا ہے تعزیہ کا چڑھاوا کھانا اُن وجوہ سے جو ہم نے ذکر کیں مکروہ و ناپسند ضرور ہے مگر حرام کہنا غلط ہے فتاویٰ عالمگیریہ میں ہے اُس بکری کو جو ہندو نے اپنے بت کے نام پر مسلمان سے ذبح کرایا اور مسلمان نے اللہ عزوجل کی تکبیر کہہ کر ذبح کر دی تصریح فرمائی کہ حلال ہے ویکرہ للمسلم مسلمان کے لیے مکروہ ہے جب وہاں صرف کراہت کا حکم ہے تو یہاں تحریم کیونکر واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال ہفتم

مسئلہ از اترولی ضلع علی گڑھ محلہ مغلاں مرسلہ اکرام عظیم صاحب ۱۸ رجمادی الاولیٰ ۱۳۲۱ھ

مجلس مرثیہ خوانی اہلِ شیعہ میں اہلسنت و جماعت کو شریک و شامل ہونا جائز ہے یا نہیں بینوا توجروا

الجواب

حرام ہے حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں من کثر سواد قوم فھو منھم وہ بد زبان ناپاک لوگ اکثر تبرا بک جاتے ہیں اس طرح کہ جاہل سننے والوں کو خبر بھی نہیں ہوتی اور متواتر سُنا گیا ہے کہ سُنیوں کو جو شربت دیتے ہیں اُس میں نجاست ملاتے ہیں اور کچھ نہ ہو تو اپنے یہاں کی نلنتیں کا پانی ملاتے ہیں اور کچھ نہ ہو تو وہ روایات موضوعہ و کلمات شنیعہ و ماتم حرام سے خالی نہیں ہوتی اور یہ دیکھیں سُنیں گے اور منع نہ کر سکیں گے ایسی جگہ جانا حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فلا تقعد بعد الذکریٰ مع القوم الظلمین۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

سوال ہشتم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ تعزیہ بنانا اور اُس پر نذر نیاز کرنا عرائض بامید حاجت برآری لٹکانا اور بہ نیت بدعت حسنہ اُس کو داخل حسنات جاننا اور موافق شریعت ان امور کو اور جو کچھ اس سے پیدا اور یا متعلق ہوں کتنا گناہ ہے اور زید اگر ان باتوں کو جو فی زمانا متعلق تعزیہ داری و الم داری کے ہیں موافق مذہب اہلسنت کے تصور کرے تو وہ کس قسم کے گناہ کا مرتکب ہوا اور اُس پر شرع کی تعزیر کیا لازم آتی ہے اور ان امور کے ارتکاب سے وہ شرک خفی یا جلی میں مبتلا ہے یا نہیں اور اُس کی زوجہ اُس کے نکاح سے باہر ہوئی یا نہیں درصورتیکہ وہ اُمور متذکرہ بالا کو داخل عقیدت اہلسنت و جماعت بنظر ثواب عمل میں لاتا ہو۔ بینوا توجروا۔

الجواب

افعال مذکورہ جس طرح عوام زمانہ میں رائج ہیں بدعت سیئہ و ممنوع و ناجائز ہیں انھیں داخل ثواب جاننا اور موافق شریعت مذہب اہلسنت ماننا اُس سے سخت تر وخطائے عقیدہ و جہل اشد ہے شرعی تعزیر حاکم شرع سلطان کی رائے پر مفوض ہے باایں ہمہ وہ شرک و کفر ہرگز نہیں نہ اس بنا پر عورت نکاح سے باہر ہو عرائض بامید حاجت برآری لٹکانا محض بہ نیت توسل ہے جو اس کا جہل ہے کہ امور ممنوعہ لایق توسل نہیں ہوتے باقی حاجت روا بالذات کوئی کلمہ گو حضرت امام عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی نہیں جانتا کہ معاذاللہ تعالیٰ شرک ہو یہ وہابیہ کا جہل و ضلال ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ فقط